THE RULE OF FAITH

as accepted by the

HOLY CATHOLIC CHURCH

and by the

CHURCH OF ROME

Examined by

REVD. CANON W. P. HARES, B.A.

ایمان کا قاعدہ یا قانُون

کچُھ عرصے سے مَیں اُن تین کتابوں کا جو پنجاب کے رُومی پادریوں کی لکھی ہوئی ہیں اور لاہور کے رُومی بشپ صاحب کی تصدیق شُدہ ہیں بڑے غور کے ساتھ مطالعہ کر رہا ہوں۔ وہ تین کتابیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ کاتھولک کی عبادت کی کتاب۔ ۲۔ سچّے مسیحی کا ایمان اور اعمال۔

۳۔ مسیحی تعلیم کے سوال و جواب۔

اِن کتابوں میں رُومی اور پروٹسٹنٹ کلیساؤں کی نسبت ایسے عجیب و غریب بیانات اور رُومی کلیسیا کے بارے میں ایسے متکبرانہ دعوے درج ہیں کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا ہے

کیا یہ سب باتیں جو اِن کتابوں میں درج ہیں سچّی ہیں؟

مثلاً کیا یہ سچ ہے کہ رُومی کلیسیا ہی اکیلی سچّی اور جامع اور رسُولی کلیسیا ہے جو ہمارے خداوند نے قائم کی؟ کیا یہ سچ ہے کہ باقی سب کلیسیائیں یعنی کلیسیائے ہند۔ برہما و لنکا۔ کلیسیائے انگلستان۔ پریسبٹرین میتھوڈسٹ اور دیگر سب

کلیسیائیں محض انجمنیں ہ، (مسیحی تعلیم صـ۴۷) "کاتھولک کلیسیا سچ مچ یسوع مسیح
کی کلیسیا ہے۔ اور جو کوئی دُوسری کلیسیا اِس دُنیا میں ہے وہ جھوٹی ہے۔" (سچے
مسیحی صفحہ ۹۵) "باقی مسیحی کلیسیائیں پروٹسٹنٹ فرقے۔ میتھوڈسٹ پریسبیٹیرین
وغیرہ وغیرہ ایسے آدمیوں کی بنائی ہوئی انجمنیں ہیں جو مغروری یا دُنیوی غرض کے
باعث سچی کلیسیا سے برگشتہ ہو گئے"!

کیا یہ سچ ہے جیسے رُومی کلیسیا ان کتابوں میں سکھاتی ہے کہ صرف رُومی شرکاء
ہی سچے مسیحی ہیں اور باقی سب کلیسیاؤں کے شرکاء یسوع مسیح کی ساری باتوں
کو قبول نہیں کرتے اس لئے سچے مسیحی نہیں ہیں؟ (مسیحی تعلیم صفحہ ۲۵)
"وہی سچے مسیحی ہیں جو خداوند یسوع مسیح کی ساری باتیں مانتے ہیں یعنی کاتھولک
مسیحی۔ پروٹسٹنٹ سچے مسیحی نہیں کیونکہ وہ یسوع مسیح کی ساری باتوں کو نہیں مانتے۔"
کیا یہ سچ ہے کہ پروٹسٹنٹ۔ ہندو۔ مسلمان۔ بُت پرست اور بدعتیوں کے
ساتھ شامل ہیں کہ دوزخ میں شیاطین اور دُنیا میں پروٹسٹنٹ ایک برابر ہیں؟
(مسیحی تعلیم صفحہ ۵۰)

سوال:- "کون سے لوگ مقدسوں کی شراکت سے علیحدہ ہیں؟
جواب - دوسری دُنیا میں دوزخی لوگ۔ اور اس دُنیا میں وہ تمام لوگ جو کاتھولک
کلیسیا سے علیحدہ ہیں۔ جیسے بُت پرست۔ مُسلمان۔ پروٹسٹنٹ وغیرہ۔"

کیا یہ سچ ہے۔ جیسے رُومی کلیسیا بیان کرتی ہے کہ جب تک ہم اُس کی ساری
تعلیم قبول نہ کریں اور بپتسمہ پاکر رُومی کلیسیا میں داخل نہ ہوں عدالت کے دن
خدا ہم پر رحم نہ کریگا بلکہ ہمیں دوزخ میں ڈالیگا؟ (مسیحی تعلیم صفحہ ۹۵)
"اگر ہم کاتھولک ایمان پر مضبوطی اور ایمانداری سے اعتبار نہ رکھیں تو
ہم نجات نہیں پا سکتے"۔

کیا یہ سچ ہے۔ جیسے رُومی مسیحی کہتے ہیں کہ ہم پروٹسٹنٹ ایسے بدکار لوگ ہیں کہ ہمارے ساتھ عبادت یا دُعا میں شامل ہونا۔ رومن مسیحیوں کے لئے گناہ ہے ؟ (مسیحی تعلیم صفحہ ۵۶)

س۔ "پہلا حکم کیا منع کرتا ہے ؟

ج۔ جھوٹے ایمان والے لوگوں کی دُعا بندگی میں شامل ہونا"

کیا یہ بھی سچ ہے جیسے رُومی کلیسیا سکھاتی ہے کہ ہم پروٹسٹنٹ ایسے بُرے ہیں کہ اگر کوئی رُومی مسیحی کسی پروٹسٹنٹ سے نکاح کرے تو وہ سخت گنہگار ٹھہرتا ہے اور اس کا نکاح جائز نہیں اور وہ کلیسیا سے خارج کیا جائیگا ؟ (مسیحی تعلیم صفحہ ۸۹)

س"۔ کیا پروٹسٹنٹوں اور غیر اقوام سے بیاہ کرنا ٹھیک ہے ؟

ج۔ دراصل ٹھیک نہیں۔ اور اگر کوئی بغیر معافی اسی طرح بیاہ کرے وہ بڑا گناہ کرتا ہے اور اُس کا بیاہ جھوٹا ہے اور وہ کلیسیا سے خارج کیا جائیگا"

کیا یہ سچ ہے کہ ہم نے کتاب مقدس کو اپنے مطلب کی غرض سے ایسا بدل ڈالا ہے کہ رُومی مسیحیوں کے لئے اس کا پڑھنا منع ہے ؟ (اچھے مسیحی صفحہ ۶۵) "پروٹسٹنٹوں نے خدا کی مرضی کے برخلاف اور اپنے اختیار سے خدا کے کلام کو جو بائبل ہے بدل دیا"

کیا یہ واقعی سچ ہے کہ مسیح نے اپنی کلیسیا کا کُل اختیار پطرس رسُول کو دیا تھا اور مقدس پطرس مسیح کا جانشین تھا اور پچیس برس تک روم کا بشپ رہا ؟ کیا یہ سچ ہے کہ آجکل کا پوپ پطرس رسول کا جانشین ہے۔ اور کیا سب مسیحیوں پر لازمی ہے کہ اس کی تابعداری اس طرح کریں جیسے خداوند مسیح کی ؟ (اچھے مسیحی صفحہ ۱۴) "کلیسیا کا سر خداوند یسُوع مسیح ہے جس نے حضرت پطرس کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ پوپ صاحبان یعنی روما کے بشپ صاحبان حضرت پطرس کے جانشین ہیں۔" (مسیحی تعلیم صفحہ ۲۶) "سنت بابا کی تعلیم ضرور سُننی چاہیے جیسے پطرس کی اور یسُوع مسیح کی

کیا یہ سچ ہے اور اس کا کوئی تواریخی ثبوت ہے کہ جب روما کا بشپ جو پطرس رسول کا جانشین ہے ایمان یا اخلاق کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے تو وہ غلطی نہیں کرسکتا؟ (مسیحی تعلیم صفحہ ۴۸) "جب سنت بابا ساری کلیسیا کو ایمان یا اخلاق کے بارے میں سکھلاتا ہے تب وہ مسیح کے خاص وعدے کے مطابق لاغلط ہے یعنی وہ غلطی نہیں کرسکتا۔"

آخرش کیا یہ سچ ہے کہ رُومی کلیسیا کے بغیر نجات حاصل ہی نہیں ہو سکتی؟ (سچے مسیحی صفحہ ۹۶)

"جو کوئی اپنے ہی قصور سے کاتھولک کلیسیا سے باہر ہے اور باہر رہتا ہے نجات حاصل نہیں کرسکیگا۔"

کیا یہ سب بیانات صحیح اور راست ہیں؟ کیا یہ تواریخ زمانہ اور کتاب مقدس سے ثابت کئے جاسکتے ہیں؟ کیا یہ لازم ہے کہ ہم ان باتوں پر ایمان لائیں ورنہ ہمیشہ کی ہلاکت کے مستحق ہونگے؟ وہ معیار کیا ہیں جن سے ہم ان رُومی کلیسیا کے دعووں اور بیانات کی صداقت یا بطالت ثابت کرسکتے ہیں؟ ہم پروٹسٹنٹ کاتھولک رسولی کلیسیا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ کلیسیائے ہند، برما و لنکا سچی رسولی جامع کلیسیا کی شاخ ہے۔ ہم رسولی کلیسیا میں شراکت رکھنے کا ثبوت دینے کو تیار ہیں اور جن باتوں میں رُومی کلیسیا سے ہمارا اختلاف ہے ان کو ہم کلام الٰہی یعنی کتاب مقدس سے ثابت کرسکتے ہیں۔

ذی عقل لوگ اس بات کی تصدیق کرنے کو تیار ہونگے کہ مسیحی تعلیم کی صداقت قائم کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی معیار ضرور ہونا چاہئے۔ ہمارے لئے یہ معیار کیا ہے؟ اور رُومی کلیسیا کا معیار کیا ہے؟ ان دونو میں بڑا فرق ہے۔ پروٹسٹنٹ معیار کچھ اور ہے اور رُومی کچھ اور۔

کلیسیائے ہند بلکہ اور سب پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے لئے خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہوں ایمان کا صرف ایک ہی معیار ہے اور وہ کلامِ الٰہی ہے۔ کلیسیائے ہند کے قوانین اور ضوابط کے حصّہ اوّل میں یہ امر واضح طور پر یوں بیان کیا گیا ہے "کلیسیائے ہند۔ برما و لنکا۔ نئے اور پُرانے عہد ناموں پر جو کُل کلیسیا کے تصدیق شدہ ہیں ایمان رکھتی ہے اور ان کو خدا کا زندہ کلام مانتی ہے۔ اور انہیں ایمان کی تعلیم کا معیار قرار دیتی ہے۔ اور کسی چیز کو اَبدی نجات کے لئے لازم نہیں قرار دیتی جو ان سے ثابت نہ ہو سکے۔" یہ بیان ایمان کے چھٹے مسئلے کے ساتھ متفق ہے جو انگلستان کی کلیسیا کی نماز کی کتاب کے آخر میں یُوں درج ہے۔ "جتنی باتیں نجات کے لئے ضروری ہیں وہ سب کتابِ مقدّس میں مندرج ہیں۔ پس کسی پر یہ لازم ٹھہرانا جائز نہیں کہ وہ ایسی کوئی بات اُصولِ ایمان میں شمار کرلے یا نجات کے لئے ضروری سمجھے جو نہ تو کتابِ مقدّس میں پائی جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے ثابت ہو سکتی ہے۔" یہ نہایت ہی صاف بیان ہے اور اس کے بموجب صرف کلامِ الٰہی اور خداوند یسُوع مسیح اور اس کے رسولوں کی تعلیم ہی ایمان کے معیار ہیں۔ اسی کلام سے ہم رُومی کلیسیا کے دعوؤں کو پرکھتے ہیں۔ اگر رُومی کلیسیا کے دعوے اس کلام کی تعلیم کے مطابق ہوں تو ہم انہیں کمال خوشی سے قبول کرینگے۔ اگر وہ اِس کی تعلیم کے مطابق نہ ہوں تو ہم ضرور انہیں ردّ کرینگے اس لئے کہ وہ اس صورت میں نجات کے لئے ضروری نہیں اور ہمارے ایمان کے کام میں نہیں آتے۔

اسی اصول پر قدیم کلیسیا کے بزرگوں نے بھی عمل کیا ہے۔ ان کی تعلیم کی بُنیاد ہمیشہ کلام اللہ تھی۔ مثلاً جسٹن شہید نے (Justin Martyr) سنہ ۱۴۰ء میں لکھا ہے کہ "مسیح نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آدمیوں کے مقرّر کردہ مسائل کے موافق نہیں بلکہ اُن مبارک نبیوں کی تعلیم کے مطابق چلیں جن کی مسیح نے خود تعلیم دی ہے

مقدس آیرنیئس (Irenaeus) نے سنہ ۱۸۰ء میں تحریر کیا ہے کہ "صرف اُنہی کے وسیلہ سے ہمیں نجات کا علم حاصل ہوا ہے جن کے وسیلہ سے ہمیں انجیل ملی ہے جس کی منادی انہوں نے کی اور بعد ازاں خدا کے حکم کے مطابق کتابِ مقدس میں تحریر کر کے ہمارے حوالے کیا جو ہمارے ایمان کی بُنیاد اور ستُون ہے۔" (Iren. Adv. Haer lib iii, c. i.) اِن کے بعد مقدس اتھاناسیس (Athanasius) نے سنہ ۳۶۷ء میں پُرانے اور نئے عہد نامے کی کتابوں کے نام بتا کر لکھا ہے کہ "یہی نجات کے قانون ہیں۔ انہی میں سچے مذہب کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ کسی کو جُرأت نہ ہو کہ وہ انہیں بڑھائے یا اُن میں سے کچھ گھٹائے۔" اُس نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مقدس اور الہامی کتابیں یعنی کتابِ مقدس سچائی کا اظہار کرنے کیلئے کافی ہے" (Orat. Contra Gent)

مقدس جیروم (Jerome.) سنہ ۳۴۰-۴۲۰ء فرماتے ہیں: "جیسے ہم اُن باتوں کو قبُول کرتے ہیں جو کلام اللہ میں درج ہیں اسی طرح ہم ان باتوں کو رد کرتے ہیں جو اُس میں نہیں ہیں۔ یہ باتیں جن کو وہ رسولی روایت بذاکرہ پیش کرتے ہیں مگر کلام پر مبنی نہیں ہیں۔ انہیں خدا کی تلوار ہلاک کرتی ہے۔ اور چونکہ وہ خدا کے کلام پر مبنی نہیں ہیں اس لئے جس سہولیت سے وہ قبول کی جاتی ہیں اُسی سہولیت سے وہ رد بھی کی جاتی ہیں۔" مقدس باسِل (Basil) اپنی کتاب "ایمان کے بارے" میں یوں لکھتے ہیں کہ "جو باتیں کلام اللہ میں درج نہیں انہیں درج کرنا یا شامل کرنا بلاشُبہ ایمان سے گرنے کا صریح ثبوت اور تکبّر کا یقینی اظہار ہے۔ کلامِ مقدس میں سے ذرا بھی حذف کرنا۔ ایمان کے قاعدے میں ذرہ بھر بغیر کلام کی تائید کے زاید کرنے کی رسول نے قطعاً ممانعت کی ہے۔ جو کلام اللہ سے واقف ہیں انہیں چاہیئے کہ جتنی باتیں کلام کی تعلیم دینے والے سکھاتے ہیں انہیں کلام ہی سے پرکھیں اور اگر وہ کلام کے مطابق ہوں تو انہیں قبول کریں ورنہ انہیں رد کریں۔" نیز ایمان کے

بارے میں اُس نے ایک وعظ میں یہ فرمایا کہ "میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ بیجا سوالات اور لفظوں کی بابت جھگڑے اور بحث کرنے سے باز رہو اور اُن باتوں سے خوش رہو جنہیں کتابِ مقدس کے مصنفوں یا خداوند نے خود فرمایا۔" ایک اور وعظ میں (Homily 39) اُس نے یہ بھی فرمایا کہ "اُن باتوں کا یقین کرو جو کتابِ مقدس میں لکھی ہوئی ہیں اور جو لکھی ہوئی نہیں اُن کی پیروی نہ کرو۔"

لیک ٹینٹیس نے (Lactantius) جو جید عالم اور مشہور بزرگ تھا سن ۳۰۳ء میں یہ لکھا ہے کہ "وہ باتیں بے بنیاد اور بے ٹلنے والی ہیں جن کا ثبوت کتابِ مقدس میں نہیں پایا جاتا۔ ایمان وہی ہے جو الٰہی کتابِ مقدس میں پایا جاتا ہے۔" اسی طرح اوریجن آگسٹن، خرؤسسٹم اور کئی اور بزرگ یہی شہادت دیتے ہیں کہ قدیم رسُولی کلیسیا میں کتابِ مقدس ایمان کا قاعدہ ہے اور اسی کتابِ مقدس کے وسیلے سے ہر ایک مسئلہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آیا وہ سچا ہے یا نہیں۔ وہی بزرگ جن سے رُومی کلیسیا نے اپنی بہت سی روایات حاصل کیں یہ فرماتے ہیں کہ صرف خدا کا کلام ہی حق اور سچائی کا اصل رہنما ہے۔ اس لئے ہم بھی کلیسیا کے سر یعنی خداوند یسُوع مسیح کو مان کر اور اُس کے رسولوں اور قدیم بزرگوں کے نمونے اور تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے اپنی تعلیم اور رواج کو اس قانون اور قاعدے کے مطابق پرکھتے ہیں کہ آیا وہ خدا کے پاک کلام کی تعلیم کے مطابق ہیں یا نہیں۔ ہمارا قاعدہ خدا کا پاک کلام ہے جس کے وسیلہ سے ہم ہر ایک مذہبی بات کو پرکھتے ہیں۔

اس قدیم کلیسیائی رواج کے مقابلے میں رُومی کلیسیا نے اپنے دعوٰی کو ثابت اور اپنے ایمان کے رسم و رواج کو قائم کرنے کے لئے چند ایک قانون مقرر کئے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں :-

ا۔ کلام مقدس جس میں اپاکرفا کی کتابیں بھی شامل ہیں۔
ب۔ رسولی اور کلیسیائی روایات۔
ج۔ کلیسیائی تعلیم جس میں حسب ذیل باتیں شامل ہیں:-
(۱) قدیم کلیسیا کے بزرگوں کی متفقہ رائے۔
(۲) کلیسیائی کونسلوں کے فتوے۔
(۳) رُومی پوپوں کے فتوے۔

ان سب قواعد کو استعمال کر کے رُومی کلیسیا اپنے آپ کو اکیلی سچی کلیسیا قرار دیتی اور باقی تمام کلیسیاؤں کو ایمان سے برگشتہ اور خدا کے رحم و فضل سے خارج اور دوزخ میں ابدی ہلاکت کے مستحق قرار دیتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن اشخاص نے اپنا رُوح و عقل رُومی پادریوں کے حوالے کیا ہُوا ہے انہیں جو مسائل تسلّی بخش معلوم ہوتے ہیں وہ پروٹسٹنٹ کی عقل و رُوح دونو کو تسلّی دینے کے ناقابل ہیں۔ چونکہ اُس نے خدا کے کلام اور کلیسیائی تواریخ ہر دو کا مطالعہ کیا ہُوا ہے اِس لئے وہ رومن ڈھکونسلوں سے ہرگز دھوکا نہیں کھا سکتا۔ برعکس اس کے وہ ایمان کی اُس حقیقت کو جو کلام اللہ میں پائی جاتی ہے اَور بھی مضبُوطی سے تھامے رکھتا ہے۔

اب ہم اس رُومی کلیسیا کے ایمان کے قواعد پر مزید غور کرینگے۔

اوّلاً۔ کتاب مُقدّس۔

رُومی کلیسیا کی بائبل میں اپاکرفا بھی شامل ہیں جس میں وہ کتابیں شامل ہیں جو پُرانے عہدنامے کی سند قایم ہونے کے بعد اور نئے عہدنامے کے تیار ہونے سے پہلے لکھی گئی تھیں۔ ان کتابوں میں بعض بہت عجیب کہانیاں درج ہیں ایسی عجیب کہ یہودی ان کو الہامی نہ مانتے تھے۔ ہمارے خداوند نے اگرچہ پُرانے عہدنامے

سے بار بار حوالہ جات پیش کئے لیکن جہاں تک ہمیں علم ہے ایک حوالہ بھی ان اپاکرفا کی کتابوں سے نہیں دیا چنانچہ قدیم مسیحی کلیسیا نے ان اپاکرفا کی کتابوں کو مستند نہ مان کر کتاب مقدس میں شامل کرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ دو چھوٹی کونسلوں نے یعنی (Hippo) اور کارتھیج (Carthage.) کی کونسلوں نے اپاکرفا کی کتابوں کو قبول کیا ہے لیکن ان کونسلوں کو کچھ اختیار نہ تھا کہ وہ تمام کاتھولک اور رسولی کلیسیا کے واسطے فیصلہ کریں۔ اس لئے تھوڑے عرصہ کے بعد لیوڈیسیہ (Laodicea) کی کونسل نے ۳۶۴ء میں ان کتابوں کو کتاب مقدس کے قانون یا فہرست میں شامل ہونے نہ دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قدیم رسولی کلیسیا نے ان کتابوں کو کبھی الہامی کتابیں نہ سمجھا۔ اسی وجہ سے انگلستان کی کلیسیا نے بھی ان کتابوں کو کتاب مقدس میں شامل نہ کیا اور چھٹے مسئلہ ایمان کا حوالہ دے کر اپنے اعتقاد کا یوں بیان کیا کہ "اور دوسری کتابوں (یعنی اپاکرفا کی کتابوں) کو چال چلن کے نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لئے کلیسیا پڑھتی ہے مگر عقائد کے ثبوت کے لئے اُن سے سند نہیں لیتی۔"

اِس کے مقابل رومی کلیسیا ان اپاکرفا کی کتابوں کو کلام مقدس کے برابر مستند قرار دیتی اور اپنے عقائد اور تعلیم کے ثبوت کے لئے انہیں استعمال میں لاتی اور شامل کرتی ہے۔ غرض اس پہلے قاعدے کے بموجب رومی کلیسیا کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بائبل معیار تو ہے مگر اس کے ساتھ ہی وہ غیر مستند کتابیں بھی شامل ہیں جو اپاکرفا کہلاتی ہیں اور پھر بھی کہ وہ صرف بشپوں اور پوپ کی تعلیم کے مطابق رفتہ رفتہ رومی کلیسیا نے اپنے مذہب میں ایسی باتوں اور رواجوں کو شامل کرنا شروع کیا اور ایسی تعلیم دینے لگی جن کا ثبوت خدا کے کلام میں نہیں مل سکتا۔ اس لئے وہ مجبوراً اپنی تعلیم ثابت کرنے کے لئے کتاب مقدس کے علاوہ اور کوئی قاعدہ ڈھونڈنے لگی اور

اس بات کی مدعی بن بیٹھی کہ ہمیں خدا کا غیر مطبوعہ کلام بھی مل گیا ہے جو کتاب مقدس کے برابر ہی ہے۔ یہ غیر مطبوعہ کلام رسولی اور کلیسیائی روایتیں ہیں۔

دوئم۔ رسولی اور کلیسیائی روایتیں۔

یہ وہ دوسرا ستون ہے جس کے سہارے رومی کلیسیا فی الحال قائم اور کھڑی ہے۔ یہ ایک بہت ہی وسیع میدان ہے۔ اس میدان کو انہوں نے ایک تفریح گاہ بنا رکھا ہے۔ وہ بڑی خوشی سے اس میدان کی سیر کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ نئے عہد نامے کے علاوہ خداوند یسوع مسیح اور اس کے رسولوں نے ایک غیر مطبوعہ کلام کلیسیا کے سپرد کیا ہے اور اسی غیر مطبوعہ کلام یا رسولوں کی روایات سے وہ اپنے ایمانی اصول قائم کرتے ہیں جن کو وہ کلام الٰہی سے بالکل ثابت نہیں کر سکتے۔ اس غیر مطبوعہ کلام الٰہی کا ذکر "مسیحی تعلیم" صفحہ ۲۳ میں یوں درج ہے۔ "یاد رکھیں کہ خدا کے لکھے ہوئے کلام کے علاوہ ایک اور نہ لکھا ہوا خدا کا کلام رسولی روایات بھی ہے"۔ نیز "سچے مسیحی" صفحہ ۲۱ میں یوں لکھا ہے "خدا کا غیر تحریری کلام یعنی الٰہی روایات ایمان کا دوسرا ستون ہیں۔

جب رومی کلیسیا نے اپنی نئی تعلیم قائم کرنے کے لئے اس دوسرے قاعدہ یعنی روایات کو اختیار کیا تو اس نے اپنی ایک پرانی بدعت کو از سرِ نو شروع کیا جس کو مقدس آئرینیس نے (Irenaeus) بالکل مٹا دیا تھا۔ دوسری صدی میں ایک بدعتی فرقہ بنام ناسٹک (Gnostic) اپنے اصولوں کو قائم کرنے کے لئے یہ دعویٰ کرنے لگا کہ ہمارے پاس کتاب مقدس کے علاوہ ایک غیر تحریری کلام ہے یعنی رسولی روایات جو اور کسی کے پاس نہیں اور یہ غیر تحریری یا غیر مطبوعہ کلام نئے عہد نامے کے برابر ہے۔ مقدس آئرینیس نے ان کا ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ وہ جواب کی تاب نہ لا سکے لیکن جب

رُومی کلیسا نئے رواج اور نئے اصول سکھانے لگی جو بائبل کی تعلیم کے مطابق نہ تھے تو اُس نے ان ناستکوں کی ناجائز کارروائی کو استعمال کر کے فائدہ اُٹھانا چاہا - اور نئے عہدنامے کی بجائے ایک نہ لکھا ہؤا کلام ایجاد کیا اور وہ دلیری سے دعویٰ کرنے لگی کہ کتاب مقدس یعنی بائبل خدا کا مکمل مکاشفہ نہیں ہے - اور ہمارے پاس ایسی رسولی اور کلیسیائی روایات ہیں جو کلام الہٰی کے برابر مستند ہیں - اگر یہ مسئلہ درست ہو تو مندرجہ ذیل باتیں ضرور ماننی پڑتی ہیں -

اوّل - رسُول خدا کے مکمل مکاشفہ سے ناواقف تھے -

دوئم - یا ان الہامی حقیقتوں کو جانتے ہوئے اُنہوں نے اس مکمل مکاشفہ کو تمام کلیسیا پر نہیں بلکہ چند ایک اشخاص پر ظاہر کیا -

ہم اس بات کا انکار تو نہیں کرتے کہ سب کچھ جو خداوند یسُوع مسیح اور اس کے شاگردوں نے کام کئے اور تعلیم دی وہ ہم کو کتابِ مقدّس میں نہیں ملتی - لیکن ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو کچھ نجات کے لئے ضروری اور کافی ہے وہ کتابِ مقدّس میں مندرج ہے جس طرح مقدّس اتھاناسیس نے لکھا ہے کہ "پاک اور الہامی کلام انجیل کی منادی کے لئے کافی ہے" - اور جیسے مقدّس خردسستم (Chrysostom) نے بھی لکھا ہے کہ کتاب مقدّس میں ساری باتیں صحیح اور آسان عبارت میں مندرج ہیں - ساری ضروری باتیں صاف ظاہر ہوتی ہیں" - ان کے ساتھ (Hom. IV on 2 Thess.) یوحنا ۲۰ : ۳۰ و ۳۱ متفق ہے - جہاں یُوں لکھا ہے کہ "یسُوع نے اَور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اِس کتاب میں لکھے نہیں گئے لیکن یہ اس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسُوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اس کے نام سے زندگی پاؤ" -

اب ہمیں یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ رسولوں اور نئے عہدنامہ کے دیگر مصنّفوں

نے ایسا نامکمل الہام قلمبند کروایا تھا کہ جس میں بہت سی باتیں جو نجات کے لئے ضروری تھیں درج ہی نہیں کی گئیں۔ اور یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ اگر ہم اس کلام کو رومی کلیسیا کی ہدایت کے بغیر پڑھیں تو برگشتہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رومی کلیسیا اس امر کو بھول جاتی ہے کہ کل الہامی کتابیں روح القدس کی ہدایت سے لکھی گئیں۔ اور ان کے سمجھنے کے لئے بھی روح حق کی ہدایت کا وعدہ ہے۔

اگر رومی کلیسیا اس امر کے بارے میں ہماری تسلی کرا سکے کہ یہ روایات جنہیں وہ رسُولی قرار دیتی ہے فی الواقع رسُولی ہیں۔ تو ہم بڑی خوشی سے انہیں قبول کرنے کو تیار ہونگے مگر یہ ناممکن ہے۔ یہ روایات جنہیں وہ رسُولی مانتے ہیں دوسری۔ تیسری اور چوتھی صدی کے قصّے کہانیاں ہیں۔ اور ان میں سے بعض عقل اور نقل دونو کے ایسے برخلاف ہیں کہ جو شخص کلام الٰہی اور کلیسیائی تواریخ سے ذرا بھی واقف ہو انہیں ہرگز قبول نہ کریگا۔ باوجود اس کے رومی کلیسیا اس غیر تحریری کلام اور رسُولی روایات کو خدا کے تحریری الہامی کلام پر ترجیح دیتی ہے۔ وہ تعلیم دیتی ہے کہ بائبل ان روایات کے بغیر خاطر خواہ ہادی نہیں اور کہ صرف ان روایات کی روشنی ہی میں ہم کلامِ الٰہی کا حقیقی مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

یہ بھی ایک نہایت دلچسپ بیان ہے کہ رومی کلیسیا کس تاکید کے ساتھ اپنے آپ کو ان روایات کا محافظ بھی قرار دیتی ہے۔ دیکھو مسیحی تعلیم صفحہ ۱۲۳ -

س۔ ۱۰ رسُولی روایات خاص کہاں سے ملتی ہیں؟

ج۔ رومی کاتھولک کلیسیا کے دستورات۔ رسومات اور نصیحتوں سے خاص رسولی روایات ملتی ہیں۔"

رسولی روایات کے علاوہ رُومی کلیسیا اپنی تعلیم اور ایمانی اُصول قایم کرنے کے لئے کلیسیائی روایات پر بھی بھروسہ کرتی ہے۔ اور یہاں تو اُن کے ایمان کی ناؤ بڑے خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اپاکرفا کے قصّے جو دُوسری اور تیسری صدی کے ناستک بدعتیوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں رُومی کلیسیا ان کو انجیلی تواریخ قرار دیتی ہے۔ اِن حکایات کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ پطرس رسول نے رُومی کلیسیا قایم کی اور وہ ۲۵ برس تک اس کا بشپ رہا۔ اسی اثنا میں اس نے بہت سے پریسٹ اور بشپ مقرر کر کے اٹلی۔ جرمنی۔ فرانس اور دیگر ممالک میں بھی بھیجے۔

روما میں شمعون جادُوگر کا مقدّس پطرس کے ساتھ مقابلے کا قصّہ دُوسری صدی کی ایک بدعتی ناستک کتاب کلیمنٹائن ہوملیز اینڈ ریگگنیشنز (Clementine Homilies and Recognitions) میں سے لیا گیا ہے۔ اور اسے ایک حقیقی اور تواریخی واقعہ کی طرز پر رُومی کلیسیا بیان کرتی ہے۔ فادر برونو (Bruno) اِس قصّے کا ذکر یُوں کرتے ہیں "ایک بڑے ہجُوم کے رُوبرُو بدرُوحیں شمعون جادُوگر کو ایک آتشی گھوڑوں والی گاڑی میں آسمان پر لے گئیں۔ تب مقدّس پطرس نے بڑے جوش کے ساتھ دُعا کی کہ اے خداوند اس آدمی کو گرا دے۔ تو دیکھو فوراً وہ آتشی گھوڑے اور گاڑی غائب ہو گئے اور شمعون زمین پر گر کر مر گیا۔ اور اس شمعون کی شکست کے باعث بہت لوگوں نے ایمان لا کر بپتسمہ پایا" اِس قسم کی بیہودہ روایات کو خواہ رسولی ہوں خواہ کلیسیائی رُومی کلیسیا اور پوپ اور بشپ بغیر تواریخ زمانہ کی تصدیق کے ایمان کا دُوسرا ستون قرار دیتے ہیں۔ اِن روایات کے بارے میں ان کو خداوند یسُوع مسیح کی تعلیم جو متی ۱۵: ۳، ۶، ۹ میں درج ہے

یاد رکھنی چاہیئے۔ پولوس رسول ان کے بارے میں کہتا ہے "خبردار کوئی شخص اس فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے تم کو شکار نہ کرلے جو انسانوں کی روایات اور دُنیوی ابتدائی باتوں کے موافق ہیں" (کلسی ۲: ۸)

اب ہم ان کے ایمان کے تیسرے ستون پر غور کریں۔ یہ اِن تینوں میں سے کمزور ستون ہے۔

سویم۔ کلیسیائی تعلیم جس میں حسب ذیل باتیں شامل ہیں:۔

ا۔ قدیم کلیسیاء کے بزرگوں کی متفقہ رائے۔

ب۔ کلیسیائی کونسلوں کے فتوے۔

ج۔ رُومی پوپ صاحبان کے فیصلے۔

ا۔ قدیمی کلیسیا کے بزرگوں کی متفقہ رائے۔

یقیناً یہ ایسا قانون یا قاعدہ ہے جس سے دینی مسائل اور تعلیم بڑی مشکل سے ثابت ہو سکتی ہیں۔ چونکہ یہ سب بزرگ ایک ہی رائے سے تعلیم نہیں دیتے بلکہ ان کی رائیں متفق نہیں۔ مثلاً اس آیت کے کہ (میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤنگا) مختلف معنی نکالتے تھے۔ فادر لونائے (Launoy) اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ قدیم بزرگ اس آیت کی تفسیر کے ساتھ بالکل متفق نہیں۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۷ بزرگ لفظ "پتھر" سے پطرس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ۱۶ بزرگوں کی رائے میں لفظ "پتھر" سے مسیح مُراد ہے۔ اور آٹھ بزرگ دعویٰ کرتے ہیں کہ کلیسیا کی بنیاد سب رسولوں پر رکھی گئی ہے۔ اِس مثال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کلیسیاء میں بزرگوں کی رائے متفق نظر نہیں آتی۔

ب۔ کلیسیائی کونسلوں کے فتوے۔

متحدہ کلیسیائی کونسلوں سے وہ اجلاس مراد ہیں جن میں کُل دُنیا کی کلیسیاؤں کے بشپ جمع ہوکر ایمان اور رسوم اور قواعد و نظام کے بارے میں فیصلہ طلب اُمور پر فتوے دیتے ہیں۔ ۳۲۵ء سے لے کر ۶۸۰ء تک چھ کونسلیں منعقد ہوئیں جن کے فیصلے تمام کلیسیائیں قبول کرتی رہیں۔ رُومی کلیسیا ان چھ کے علاوہ اور بہتیری کونسلیں منظور کرتی ہے مگر چونکہ دیگر کونسلوں میں صرف رُومی شُرکاء جو پوپ صاحبان کی حکومت کے تابع تھے موجود تھے۔ باقی کلیسیائیں ان کونسلوں کو قبول نہیں کرتیں۔ ساتویں صدی کے بعد جو رُومی کونسلیں ہوئیں ان کے فیصلوں کی مدد سے رُومی کلیسیا نے اپنی مرضی کے مطابق ایمان کے مسئلے مقرر کر کے جو تعلیم جی میں آئی مقرر کی اور سکھائی۔ رُومی کلیسیا کی تعلیم کے بموجب وہ ساری کونسلیں جب ایمان یا اخلاق کے بارے میں فیصلہ دیں تو وہ ناقابلِ خطا ہوتے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُن کے فیصلے غلط نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ دعویٰ تواریخی طور پر جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بطور مثال صرف ایک واقع پیش کرتے ہیں۔ قسطنطنیہ کی چوتھی کونسل میں جو ۷۵۴ء میں منعقد ہوئی پہلی بار مرحُوم مقدسین سے دُعائیں کرنے کا مسئلہ قایم کیا گیا۔ اِسی صدی میں فرینکفورٹ (Frankfort) کی کونسل ۷۹۴ء نے جس میں مغربی کلیسیا کے ۳۰۰ بشپ جمع تھے اس مسئلے کو رد کر دیا اور اس قسم کی دُعاؤں کی ممانعت کی لیکن ٹرینٹ کی کونسل نے اپنے پچیسویں اجلاس میں اس کے برعکس فیصلہ کیا کہ بشپوں اور دیگر دینی اُستادوں کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ ایمانداروں کو مرحُوم مقدسین سے دُعائیں اور مناجات کرنے کے بارے میں خبرداری اور تاکید کے ساتھ تعلیم دیں اور انہیں

سکھائیں کہ مرحوم مقدسین جو مسیح کے ساتھ تخت نشین ہیں دُنیا کے باشندوں کے لئے خدا سے دُعا کرتے ہیں۔ اور یہ اچھا اور فائدہ مند ہے کہ اُن سے دُعا کی درخواست کی جائے اور ان سے دُعا۔ مدد اور حمایت کی التجا کی جائے"۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ لیکن اِس قسم کی بہت سی نظیریں ہیں کہ جو تعلیم ایک کونسل نے جھوٹی قرار دی اُسے دوسری کونسل نے مقرر کر کے سکھایا۔ اس کے مقابل پروٹسٹنٹ رسولی کاتھولک کلیسیا کی پہلی چھ کونسلوں کے فیصلے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ بعد ازاں جو کونسلیں ہوئیں ہم ان کے بھی بعض فیصلے ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن ان کے وہ فیصلے جو خدا کے کلام اور قدیم کلیسیائی رسم و رواج کے برخلاف تعلیم دیتے اور ریت اور رسم سکھاتے ہیں ہم انہیں ہرگز قبول نہیں کرتے۔ ہمارے اعتراضات صاف طور پر انگلستان کی کلیسیا کے ۱۹ اور ۲۱ مسئلے میں درج ہیں جو نماز کی کتاب کے آخر میں یُوں لکھے ہوئے ہیں۔

مسئلہ ۱۹:" نہ صرف یروشلم۔ سکندریہ اور انطاکیہ کی کلیسیائیں غلطی پر ہیں بلکہ رُومی کلیسیا بھی نہ صرف چال چلن اور ریت و رسم کے بارے میں بلکہ ایمان کے مقدمات میں بھی غلطی میں پڑی ہوئی ہے"۔

مسئلہ ۲۱:" مجلسِ عامہ کو شاہانِ وقت کی رضا اور حکم کے بغیر جمع کرنا جائز نہیں۔ اور چونکہ وہ ایسے آدمیوں کے مجمع ہوتے ہیں جن میں سے بعض خدا کی رُوح اور کلام کے مطیع نہیں اِس لئے جب وہ جمع ہوں تو یہ ممکن ہے کہ الٰہیات میں بھی غلطی میں پڑیں اور بعض اوقات پڑ بھی چکے ہیں۔ پس جو باتیں انہوں نے نجات کے لئے ضروری ٹھہرائیں بغیر اِس کے کہ یہ ثابت ہو سکے کہ وہ کتابِ مُقدس سے لی گئی ہیں نہ اُن کی کچھ قدر ہے اور

نہ وہ مُستند مانی جا سکتی ہیں "

اگر ہم ان پچھلی کونسلوں کی تواریخ کو پڑھیں کہ کس طرح بشپوں کو ایمان کے بُنیادی اُصولوں کے فیصلے کے لئے جمع کیا گیا اور ان کی کارروائی پڑھیں تو معلوم کریں گے کہ ان کونسلوں میں کیسے جھگڑے اور لڑائیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ بشپ رشوتیں لیتے۔ جھوٹے الزام لگاتے۔ بدعتیوں کو سچے ٹھہراتے اور ایسے مسائل منظور کرتے تھے جو خدا کے کلام کی تعلیم کے بالکل خلاف تھے۔ اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ بدعتی فیصلے قایم کئے گئے ہیں۔ پھر ہم مسئلہ ۲۱ کے الفاظ کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں "کہ وہ ایسے آدمیوں کے مجمع ہوتے ہیں جو خدا کی رُوح اور کلام کے مطیع نہیں "

رُومی کلیسیا کا عقیدہ جو ہر ایک رُومی مسیحی کے لئے ماننا ضروری ہے وہ پوپ پائیس چہارم (Pius IV) کا عقیدہ کہلاتا ہے۔ ہر ایک نومُرید کا فرض ہے کہ وہ بپتسمہ کے وقت اُسے پڑھے۔ اس کا اقرار کرے اور اس پر عمل کرنے کا وعدہ کرے۔ لیکن اس عقیدے میں وہ بدعتیں پائی جاتی ہیں جو سولھویں صدی میں انگلستان کی کلیسیا کی اصلاح کے وقت رد کی گئی تھیں۔ مثلاً تبدیلئے ماہیت۔ سات ساکرامنٹ۔ اعتراف۔ اعراف۔ مرحُوم مقدّسین سے دُعا کرنا اور مُورتوں کی تعظیم وغیرہ۔ ہم کس طرح مان سکتے ہیں کہ ایسا بدعتی عقیدہ رُوح القدّس کے الہام سے تیار کیا گیا؟ ہم ایسی کونسلوں کے فیصلے کس طرح قبول کر سکتے ہیں جیسے کہ سرمیوم (Sirmium) کے جو ۳۵۷ء میں منعقد ہوئی۔ اور اریمینیم (Ariminium) کے جو ۳۵۹ء میں مُنعقد ہوئی۔ جبکہ ان کے ممبروں نے یہ فتویٰ دیا کہ صرف باپ ہی خدا ہے اور ہر پہلو سے بیٹے سے بڑا ہے۔ اور پوپ لائبریئس (Liberius) نے اس بدعتی فتوے پر دستخط کئے۔

اس حالت میں ہم پوپ صاحبان کو کس طرح "لاغلط" سمجھ سکتے ہیں جبکہ قسطنطنیہ کی کونسل نے ۶۸۱ء میں پوپ ہنوریس اول (Honorius) کو بدعتی تعلیم کے سبب سے عہدہ سے معزول کر دیا اور اس پر لعنت بھیجی اور یہ فیصلہ نکایا (Nicaea) کی ساتویں کونسل ۷۸۷ء میں بھی قایم رکھا گیا؟

بعد ازاں جو کونسلیں ہوئیں ان کے فیصلے بھی اکثر اوقات آپس میں متضاد تھے۔ مثلاً کونسٹینس (Constance) کی کونسل ۱۴۱۶ء اور پائزہ (Pisa) کی کونسل نے ۱۴۰۹ء میں یہ فیصلہ دیا کہ کونسل کا فیصلہ پوپ کے فیصلے سے برتر ہے اور پوپ کونسل کے مطیع ہے چنانچہ کونسٹینس کی کونسل نے پوپ جان تیئیسویں کو اور دو اور پوپوں کو ان کے عہدے سے گرا دیا۔ اس کی ضد میں فلارنس (Florence) کی کونسل ۱۴۳۸ء اور لیٹرن کی پانچویں کونسل نے ۱۵۱۲ء میں اس فیصلے کو منسوخ کر دیا۔ اور یہ فتوی دیا کہ پوپ کونسل سے برتر ہے۔ اب فرمائیے کہ ان دونو فتووں میں سے کونسا درست اور الہامی ہے؟ دونو تو صحیح نہیں ہو سکتے سو ہم کس کو قبول کریں؟

قدیم رسولی کلیسیا نے اپنی کونسلوں کے بارے میں کبھی یہ نہیں سکھایا کہ یہ سارے کے سارے لاخطا فیصلے ہیں۔ کبھی کبھی وہ فیصلے رد تو کئے گئے۔ اور جب ساری کلیسیا نے انہیں منظور کر لیا تو اسی سبب سے منظور کیا کہ ان کا ثبوت کتاب مقدس میں ملتا ہے۔

ج۔ رومی پوپ صاحبان کے فیصلے۔

دراصل اگر رومی پوپ ناقابلِ خطا ہے تو اس کے فیصلے خدا کے فیصلے ماننے پڑتے ہیں اور اسی اکیلے کی مرضی اور فیصلے کلیسیا کے ایمان اور اخلاق کے قانون بن جاتے ہیں تو اس صورت میں صحیح تعلیم کے جو معیار مقرر کئے گئے یعنی (۱) کلام الٰہی

(۲) رسولی اور کلیسیائی روایات ۔(۳) کلیسیائی کونسلوں کے فیصلے ۔ یہ سب بھی فضول اور بے معنی ہیں ۔ چونکہ رُومی کلیسیا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایمان اور اخلاق کے بارے میں پوپ کا فتویٰ آخری فیصلہ ہے جس کی کوئی اپیل نہیں ہو سکتی (مسیحی تعلیم صفحہ ۲۶) "سنت بابا کی تعلیم ضرور سُننی چاہئے جیسے پطرس اور یسوع مسیح کی"۔

اسی اُصول پر پوپ پائیس نہم نے ۱۸۷۰ء میں یہ حکم شائع کیا کہ "یہ مسئلہ خدا کی طرف سے الہامی ہے کہ جب کبھی رُومی بشپ اپنے عُہدے کی حیثیت سے یعنی (Ex-Cathedra) فیصلہ دیتا ہے تو وہ ناقابلِ خطا ہے ۔ یہ ایسا زبردست اُصول ہے کہ رُومی تعلیم کے بموجب جو شخص اس مسئلے پر اعتقاد نہیں رکھتا وہ نجات نہیں پا سکتا ۔ خیر یہ رُومی کلیسیا کی تعلیم ہے (مسیحی تعلیم صفحہ ۴۸) ۔

"س ۔ کیا سنت بابا مسیحیوں کو سکھلانے میں غلطی کر سکتا ہے ؟

ج ۔ وہ غلطی نہیں کر سکتا کیونکہ جب سنت بابا ساری کلیسیا کو ایمان یا اخلاق کی باتیں سکھلاتا ہے تب وہ مسیح کے خاص وعدے کے مطابق غلطی نہیں کر سکتا"۔

اب چونکہ روم کا پوپ لاغلط ہے اس لئے جو قانون یا اُصول وہ چاہے کلیسیا کے سر پر رکھ سکتا ہے اور اس کے احکام کے لئے خدا کے کلام کی تائید کی ضرورت ہی نہیں رہتی لہٰذا پوپ کے فیصلے کو ماننا زیادہ ضروری ہے ۔ برعکس اس کے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ صرف خدا کا کلام ہی ایمان اور عقیدے کا معیار ہے ۔

اگر (۱) رسولی اور کلیسیائی روایات (۲) کلیسیائی کونسلوں کے فیصلے ۔ (۳) پوپ کے فتوے ۔ خدا کی تعلیم کے مخالف ہوں تو رد کریں گے ۔ اگر وہ خدا کے کلام کے مطابق ہوں تو خوشی سے ماننے کو تیار ہوں گے ۔ کلامِ الٰہی کا حکم بھی یہی ہے کہ "رُوحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں" (۱ یوحنا ۴) "ساری باتوں